فَسْـَٔلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہند)

فتاوی یسئلونک

دار الافتاء والارشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ

شمارہ 93 جمعۃ المبارک 25 ربیع الثانی 1442ھ 11 دسمبر 2020ء

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- **بالمشافہ** سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہ جمع کروائیں۔
- **بذریعہ ویب سائٹ** www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- **بذریعہ برقی مراسلہ** ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- **بذریعہ واٹس ایپ** 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

نوٹ جوابات /فتاویٰ سوالات موصول ہونے کی ترتیب سے ارسال کیے جاتے ہیں۔

دار الافتاء والارشاد، الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ، فقہ اکیڈمی C-335 بلاک 1، گلستان جوہر، کراچی

چپڑاسی کی اجرت کے بدلے نوکری میں سہولت حاصل کرنا

سوال: میرا بیٹا ڈاکٹر ہے، اس کی گڈاب کے ایک ہسپتال میں سرکاری نوکری ہے، وہاں چوں کہ مریض بہت کم آتے ہیں اور تین چار ڈاکٹر ہیں اس لیے ڈیوٹی ہفتے میں تین یا چار دن ہوتی ہے۔ وہاں ایک چپڑاسی کی ضرورت ہے، لیکن ہسپتال والوں نے نہیں رکھا ہوا۔ البتہ وہاں کے جو بڑے ہیں انہوں نے ڈاکٹرز سے یہ کہا ہے کہ اگر کوئی ڈاکٹر پیون کی تنخواہ، جو کہ دس ہزار ہے، ادا کرے گا، اسے نوکری سے مزید سہولت مل جائے گی اور پھر اسے صرف دو دن ہی آنا ہوگا۔ میرے بیٹے کو امتحانات کی تیاری بھی کرنی ہے تو کیا وہ اس سہولت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے کہ پیون رکھ کر اس کی تنخواہ ادا کرے اور بدلے میں نوکری کا ایک دن کم ہو جائے؟ وہاں چوں کہ مریض کم آتے ہیں اس لیے ان کا نقصان ہونے کا بھی اندیشہ نہیں۔

جواب: صورتِ مسئولہ میں ہسپتال میں سرکاری نوکری کرنے والے کے لیے چپڑاسی کو اجرت دینا اور اس کے بدلے اپنی نوکری میں سہولت حاصل کرنا چونکہ سرکار کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے کی خلاف ورزی ہے اس لیے یہ معاملہ ناجائز ہے سرکاری ہسپتال میں چپڑاسی سرکار کا ملازم ہے نہ کہ کسی ملازم کا اس لیے اس کی اجرت بھی سرکار کے ذمہ لازم ہے نہ کہ کسی ملازم کے ذمہ۔ لہٰذا کسی ملازم کا اپنی تنخواہ میں سے چپڑاسی کو تنخواہ دینا اور اس کے بدلہ ہفتے میں تین دن کے بجائے دو دن کام کرنا جائز نہیں البتہ اگر یہ ملازم سرکار سے نیا معاہدہ کرلے جس میں ہفتے میں تین دن کے بجائے دو دن کام کی شرط کے ساتھ تنخواہ میں کمی کروالے اور سرکار چپڑاسی کے ساتھ الگ معاہدہ کر کے اس کی تنخواہ مقرر کرے تو یہ جائز ہے۔

مسئلہ زکوٰۃ

سوال: میں نے دو سال پہلے عید الاضحیٰ کے جانوروں کا کاروبار شروع کیا تھا، جو تا حال جاری ہے۔ اس کاروبار کے لیے میں نے اپنے ماموں سے انویسٹمنٹ لی تھی، ماموں شراکت دار نہیں ہیں، بس بطور قرض انہوں نے دے دیا تھا۔ لیکن اب وہ واپس نہیں لے رہے، ان کا کہنا ہے کہ جب ضرورت ہوگی تو میں لے لوں گا۔ ساتھ ساتھ میری ایک جاب بھی چل رہی ہے اور میں قرض واپس کرنے کے قابل بھی ہوں۔ سوال یہ ہے کہ مجھ پر زکوٰۃ لازم ہوگی یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ اگر کسی کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی مالیت کے برابر نقدی یا مالِ تجارت یا ان سب کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہو تو وہ شخص صاحبِ نصاب ہے، سال گزر جانے کے بعد اس مال میں سے قرض کی رقم منہا کرنے کے بعد بقیہ مال نصاب کے برابر ہو تو اس کے ذمے زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہے۔ اور اگر قرض کی رقم منہا کرنے کے بعد بقیہ مال نصاب کے برابر نہ ہو تو زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں واجب الادا قرض منہا کرنے کے بعد اگر بقیہ مال نصاب کے بقدر ہے تو آپ پر زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے، ورنہ نہیں۔

(نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم كل عشرة) دراهم (وزن سبعة مثاقيل...(واللازم)...(أو فى(عرض تجارة قيمته نصاب)...(من ذهب أو ورق)...(مقوما بأحدهما) إن استويا فلو أحدهما أروج تعين التقويم به ولو بلغ بأحدهما نصابا دون الآخر تعين ما يبلغ به ولو بلغ بأحدهما نصابا وخمسا وبالآخر أقل قومه بالأنفع للفقير...(ربع عشر خبر قوله اللازم (وفى كل خمس) بضم الخاء (بحسابه) ففى كل أربعين درهما درهم وفى كل أربعة مثاقيل قيراطان وما بين الخمس إلى الخمس عفو وقالا ما زاد بحسابه.(الدر المختار: ۲/۲۹۵ ط: دار الفكر البيروت)

(ومن كان عليه دين يحيط بماله فلا زكاة عليه) وقال الشافعى: تجب لتحقق السبب وهو ملك نصاب تام. ولنا أنه مشغول بحاجته الأصلية فاعتبر معدوما كالماء المستحق بالعطش وثياب البذلة والمهنة (وإن كان ماله أكثر من دينه زكى الفاضل إذا بلغ نصابا) لفراغه عن الحاجة الأصلية. (فتح القدير للكمال ابن الهمام، ۲/۱۶۰، ط: دار الفكر)

بچے کی پیدائش پر مٹھائی کھلانا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک طریقہ ہمارے معاشرے میں عام ہوا ہے کہ جب بھی کسی بچے کی پیدائش ہو تو تمام دوست احباب کی زبان میں ایک ہی بات ہوتی ہے کہ بھئی مٹھائی کہاں ہے۔ اگر یہ عمل بروئے کار نہ لائے تو

ان کی نظر میں مذموم کہلاتا ہے اور لوگ عار محسوس کرتے ہیں کیا اس امر کو بجالانا اہم پر ضروری ہے، جبکہ اس میں بعض کے مالی حالات درست نہیں ہوتے۔ شریعت مطہرہ کا اس بابت کیا حکم ہے؟

جواب: بچے کی پیدائش کے موقع پر مستحب عمل عقیقہ ہے، صاحب استطاعت شخص پر لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا سنت ہے۔ لہذا جو لوگ بچے کی پیدائش کی خوشی میں والدین سے مٹھائی کا مطالبہ کرتے ہیں، ان کو عقیقہ میں شریک کر کے خوشی کا اظہار کیا جاسکتا ہے۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو کچھ مٹھائی وغیرہ تقسیم کرلیں۔ لیکن یہ لازم نہیں، اپنی خوشی سے والدین کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں، تاہم مٹھائی کھلانے پر والدین کو مجبور کرنا، نہ کھلانے پر ان کو عار دلانا ناجائز ہے، اس سے اجتناب لازم ہے۔

العقيقة عن الغلام وعن الجارية وهي ذبح شاة في سابع الولادة وضيافة الناس وحلق شعره مباحة لا سنة ولا واجبة كذا في الوجيز للكردري. وذكر محمد - رحمه الله تعالى - في العقيقة فمن شاء فعل ومن شاء لم يفعل وهذا يشير إلى الإباحة فيمنع كونها سنة وذكر في الجامع الصغير ولا يعق عن الغلام ولا عن الجارية وأنه إشارة إلى الكراهية كذا في البدائع في كتاب الأضحية. والله أعلم. (الفتاوى الهندية: ٥/٣٦٢)

اشتہارات دیکھنے کے ذریعے رقم کمانا

سوال: میرا سوال آن لائن انویسٹمنٹ کے حوالے سے ہے کہ کیا یہ معاملہ سود کا ہے یا نہیں؟ تفصیلات یہ ہیں کہ جیسے کوئی شخص دس ہزار روپے آن لائن انویسٹمنٹ کمپنی میں لگا رہا ہے، کمپنی کا کہنا ہے کہ اگر آپ روزانہ بیس سیکنڈ کا ایک اشتہار دیکھیں تو ہم روزانہ کی بنیاد پر آپ کو اس کے پچاس روپے دیں گے۔ یہ ریٹ آپ کی انویسٹمنٹ کی نسبت سے کم یا زیادہ ہوتے ہیں، ہر پانچ ہزار کی انویسٹمنٹ پر آپ کو روزانہ کی بنیاد پر اشتہار دیکھنے کے پچیس روپے ملیں گے۔ مزید یہ کہ اگر آپ وہ بیس سیکنڈ کا اشتہار نہیں دیکھتے تو آپ کو کچھ نہیں ملے گا۔ اشتہارات میں کسی قسم کی بے حیائی نہیں ہے، حتی کہ ان اشتہارات میں خواتین بھی نہیں دکھائی جاتیں، یہ کرپٹو کرنسی پر مبنی اشتہارات ہوتے ہیں۔ پندرہ ماہ کے بعد آپ اپنا اصل سرمایہ کمائی ہوئی رقم کے ساتھ نکال سکتے ہیں۔ کمائی ہوئی رقم تو کسی وقت بھی نکالی جاسکتی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ کمائی سود میں شمار ہوگی یا نہیں؟

جواب: آن لائن اشتہار کا کاروبار مختلف طریقوں سے رائج ہے جس میں اگر اشتہارات شرعی منکرات مثلاً غیر محرم کی تصاویر اور فحش مواد پر مشتمل ہوں، یا پھر فلموں، سودی بینکوں اور انشورنس کمپنیوں کے اشتہارات پر مشتمل ہوں، یا پھر جس کمپنی کا اشتہار ہو وہ کمپنی ناجائز مثلاً شراب وغیرہ کا کاروبار بھی کرتی ہو تو ایسے اشتہار دیکھ کر پیسے کمانا ناجائز اور حرام ہے لیکن اگر مذکورہ بالا خرابیاں نہ بھی پائی جائیں تب بھی اس معاملہ میں ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ اشتہار دیکھنا شرعاً کوئی قابل اجرت عمل نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سوال میں مذکور صورت میں ایک خاص رقم انویسٹ کرواکر اشتہار دیکھنے کے لیے دیے جاتے ہیں پھر مقررہ مدت کے بعد انویسٹ کی ہوئی رقم نفع کے ساتھ واپس ملتی ہے تو یہ درحقیقت ایک سودی معاملہ ہے جس میں اپنی انویسٹ کی ہوئی رقم پر نفع حاصل کیا جارہا ہے جو سودی معاملہ ہونے کی بنا پر ناجائز اور حرام ہے۔ لہذا اس قسم کے کام سے اجتناب لازم ہے۔

الإجارة على المنافع المحرمة كالزنى والنوح والغناء والملاهي محرمة، وعقدها باطل لا يستحق به أجرة . ولا يجوز استئجار كاتب ليكتب له غناءً ونوحاً؛ لأنه انتفاع بمحرم ... ولا يجوز الاستئجار على حمل الخمر لمن يشربها، ولا على حمل الخنزير». فقط والله أعلم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ١/٢٩٠)

پیسوں کے عوض کمیٹی خریدنا

سوال: اگر کسی نے کہیں کمیٹی ڈالی اور اپنا نمبر کسی دوسرے ممبر کو جس کا نمبر بعد میں آنا تھا، کچھ پیسوں کے عوض فروخت کر دیا، تو کیا کمیٹی فروخت کرنے کا عمل جائز ہے؟ اور اگر کسی کو جلدی کمیٹی کی اشد ضرورت ہے تو کیا وہ کمیٹی کچھ پیسوں کے عوض خرید سکتا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں نمبر فروخت کرنے کا معاملہ اگر کمیٹی کھل جانے اور رقم حاصل ہوجانے کے بعد ہورہا ہے تو یہ درحقیقت رقم کی خرید وفروخت ہے کہ جس میں پہلا ممبر اپنی حاصل شدہ رقم کو دوسرے ممبر کے ہاتھ زائد رقم کے بدلے فروخت کررہا ہے جو کہ سودی معاملہ ہونے کی بنیاد

پر ناجائز اور حرام ہے اور اگر یہ معاملہ کمیٹی کھلنے سے پہلے ہو رہا ہے تو یہ ایک حق مجرد کی بیع ہے جو کہ ناجائز ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اپنا نمبر کسی دوسرے کو دے کر اس کے عوض میں رقم وصول کرنا جائز نہیں۔ البتہ بلا عوض اپنا نمبر دوسرے ممبر کو دے کر تعاون کرنا جائز ہے۔

وفی الأشباه لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة الدر المختار وحاشية ابن عابدين/ رد المحتار، ۴/ ۵۱۸)

بینک سے قرضہ لینا

سوال: شادی بیاہ یا مکان کی تعمیر کے معاملات میں بینک سے قرضہ لینا جائز ہے؟

جواب: بینک سے سودی قرضہ لینا جائز نہیں، اگر کوئی بینک بلا سود قرضہ فراہم کرے یا جائز مرابحہ کرے تو اس کی گنجائش ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ بینک سے کسی بھی قسم کے تعاون سے بچا جائے۔

رخصتی سے قبل ولیمے کا حکم

سوال: کیا ولیمے کی تقریب سے قبل دلہن کا رخصت ہونا ضروری ہے؟ نیز ولیمے کے درست ہونے کی شرائط کیا ہیں؟ اگر ایک ہی تقریب یعنی ولیمے سے دلہن کو رخصت کر دیا جائے تو کیا یہ درست ہوگا؟

جواب: ولیمہ ایک مسنون عمل ہے اس کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ یہ عمل نام ونمود، دکھلاوے، موسیقی، مووی اور تصاویر، مرد وعورت کے مخلوط اجتماع اور بے جا اسراف سے خالی ہو ورنہ یہ عمل ثواب کے بجائے گناہ کا سبب بنے گا۔

عام طور پر ولیمہ کے نام سے جو کھانا کھلایا جاتا ہے اس کی تین صورتیں رائج ہیں، پہلی یہ کہ باقاعدہ نکاح کے انعقاد سے پہلے ہی کھانا کھلایا جائے، یہ بالاتفاق ولیمہ مسنونہ نہیں ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ نکاح اور رخصتی یعنی زفاف کے بعد کھانا کھلایا جائے یہ بالاتفاق ولیمہ مسنونہ ہے اور ولیمہ کا اصل مصداق اور افضل ترین صورت یہی ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ باقاعدہ ایجاب وقبول کے ذریعہ نکاح منعقد ہوجانے کے بعد اور رخصتی وزفاف سے پہلے کھانا کھلایا جائے، اس صورت کو بھی فقہائے کرام نے ولیمہ کہا اس لیے نکاح کے بعد اور زفاف سے پہلے کوئی کھانا کھلائے تو اس سے بھی ولیمے کی سنت ادا ہوجائے گی اور ان شاء اللہ! ثواب بھی ملے گا۔

وقت الوليمة: اختلف الفقهاء فی وقت الوليمة: فذهب الحنفية والمالكية فی المشهور وابن تيمية إلى أن الوليمة تكون بعد الدخول. وقال الشافعية بأن وقت الوليمة الأفضل بعد الدخول، وأن وقتها موسع من حين العقد فيدخل وقتها به. ويقرب من هذا الاتجاه ماقاله المرداوی الاولی أن يقال وقت الاستحباب موسع من عقد النكاح إلى انتهاء ايام العرس لصحة الأخبار فی هذا وهذا، وكمال السرور بعد الدخول. ولكن جرت العادة بفعلها قبل الدخول يسير. وذهب الحنابلة والحنفية فی قول والمالكية فی قول كذلك إلى أنه تسن الوليمة عند العقد. ويرى بعض الحنفية أن الوليمة العرس تكون عند العقد وعند الدخول (الموسوعة الفقهية الكويتية، حرف الواو، وليمة، إجابة الدعوة إلى الوليمة، الشروط المعتبرة فی الوليمة نفسها، ثانيا: وقت الوليمة)

سوال: کیا کسی بچی کا نام "اروی" رکھا جا سکتا ہے؟ ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ اروی ابولہب کی بیوی کا نام تھا۔ اس حوالے سے رہنمائی فرما دیں۔

جواب: "اروی" کے معنی "خوب رو" کے آتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی، چچازاد بہن اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ سمیت کئی صحابیات کا نام "اروی" تھا۔ اس لیے "اروی" نام رکھا جا سکتا ہے۔

أروى بنت عبد المطلب بن هاشم الهاشمية عمة رسول الله صلّى الله عليه وسلّم. (الاصابة فی تمييز الصحابة، المجلد الثامن، كتاب النساء، حرف الالف)

أروى بنت الحارث بن عبد المطلب الهاشمية، والدة المطلب بن أبی وداعة السهمی. ذكرها ابن سعد فی «الصّحابيّات» فی باب بنات عم النبی صلّى الله عليه وسلّم. (الاصابة فی تمييز الصحابة، المجلد الثامن، كتاب النساء، حرف الالف)

أروى بنت كريز بن ربيعة بن حبيب بن عبد شمس العبشمية، والدة عثمان بن عفان. أمّها البيضاء بنت عبد المطلب عمة رسول الله صلّى الله عليه وسلّم. (الاصابة فی تمييز الصحابة، المجلد الثامن، كتاب النساء، حرف الالف)

ختم شد